ہر دردمند دل کو رونا میرا رلادے
بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگادے

بلوچ قبائل کا حد درجہ ظالمانہ بیحد وحشیانہ نہایت سفاکانہ اور بالکل غیر مہذبانہ

بلوچی رشتکان

بفرمائش

جناب محمد اقبال خان دشتی زمیندار اقبال آباد کچارازی

از

نذیر الحق دشتی نقشبندی مہتمم مدرسہ عربیہ احسن العلوم (رجسٹرڈ)
نذیر آباد کچارازی تحصیل روجھان ضلع راجن پور (پنجاب)

قریبی ڈاک خانہ
بھونگ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان
(پاکستان)

ہر دردمند دل کو رونا میرا رلادے
بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگادے

بلوچ قبائل کا حد درجہ ظالمانہ بیحد وحشیانہ نہایت سفاکانہ اور بالکل غیر مہذبانہ

بلوچی شَشکان

بفرمائش

جناب محمد اقبال خان دشتی زمیندار اقبال آباد کچارازی

از

نذیر الحق دشتی نقشبندی مہتمم مدرسہ عربیہ احسن العلوم (رجسٹرڈ)

نذیر آباد کچارازی تحصیل روجھان ضلع راجن پور (پنجاب)

قریبی ڈاک خانہ

بھونگ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

(پاکستان)

انتساب

اپنے مربی و محسن مرشد کامل و اکمل سلطان العارفین حضرت پیر امیر محمد صاحب نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے نام (الشکر اللہ تعالیٰ اظہار کرتا ہوں) کہ جنہوں نے مجھ ایسے بے حد گرے ہوئے انسان کو اپنے فیضِ کمال سے بہت کچھ عنایت فرما کر باطنی اسرار و رموز سے حد درجہ کی آگاہی دلائی اور ایسے مقام پر سرفراز کیا جس کا میں تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا۔

خدا ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ ان کی قبر کی نگہبانی کرے

نذیر الحق دشتی نقشبندی

اس کتابچہ کی وجۂ تصنیف

ایک بار بہت سے احباب میرے کتب خانہ میں جمع تھے کہ باتوں ہی باتوں میں بلوچی ظالمانہ ششکان کا تذکرہ چل نکلا۔ ہر شخص باری باری معصوم بچیوں اور بے گناہ غریب عورتوں پر اس بلوچی وحشیانہ ششکان کے تحت ہونے والی تباہ کاریوں کے نہایت افسوسناک واقعات بیان کرنے لگے تو ماحول پر حد درجہ رقت انگیز سماں سا چھا گیا اور حاضرین توبہ توبہ کرنے لگے اس مجلس میں جناب محمد اقبال خان دشتی (اقبال آباد کچارازی) بھی تھے۔ وہ بھی ان دردناک واقعات کو سن کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور حد درجہ مغموم اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے مجھ سے مخاطب ہو کر بولے پیارے ماموں جان ذرا ان مظلوم اور معصوم ننھی مُنھی بچیوں اور بے گناہ غریب عورتوں کی حالتِ زار پر بھی نگاہ کرم فرمایئے اور ان کی ہمدردی و طرفداری میں کوئی کتابچہ تحریر کیجیئے۔ خداوندِ کریم بے حد راضی ہوگا۔ میں نے کہا کہ میرے پیارے بھانجے اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ آپ بلا شبہ ٹھیک فرما رہے ہیں مگر یار ہمارے پاس تو صرف ایک ٹوٹا پھوٹا بوریا اور ایک میلا کچیلا زنگ آلود قلمدان اور ایک یہی کالا کلوٹا بیچارہ قلم ہی ہے۔ جس غریب پر ہم ہر وقت اپنا غصہ جھاڑتے رہتے ہیں۔ "ملاں دی کُل مَدّی" قلم قلمدان تے تڈّی کتابچہ پر روپیہ پیسہ خرچ ہوگا۔ جس کی ہمیں مقدور نہیں۔

عالم میں خیر ہوتی ہے پیسے کے زور سے
جنت کی سیر ہوتی ہے پیسے کے زور سے
حوصلہ دنیا میں زر کے ساتھ ہے
قوتِ پرواز پَر کے ساتھ ہے

یہ سن کر محمد اقبال خان بولے کہ ارے ماموں جان تم اس کی فکر مت کرو۔ اللہ

مالک ہے۔ کتابچہ کی چھپائی کا تمام خرچہ ہم دیئے دیتے ہیں یہ لو بس پھر کیا دیر تھی۔ میں نے بسم اللہ پڑھ کر نہایت تیزی سے قلم اٹھایا اور نوک قلم کاغذ کی سطح پر نہایت زور سے رکھ دیا چل میرے کِل قلم بے چارہ مظلوموں اور معصوموں کی درد بھری کہانی لکھتا بھی رہا روتا بھی رہا اور چیختا بھی رہا مگر میں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ چار دن کے اندر اندر کتابچہ مکمل کرکے جناب غلام یاسین صاحب فخری دھریجہ کو چھپوانے کیلئے رحیم یارخان پہنچادیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد اقبال خان کو مظلوموں کی اس قدر ہمدردی کرنے پر دونوں جہانوں کی کامیابی و کامرانی عطا فرماوے۔ آمین

نذیرالحق دشتی النقشبندی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

تھم ذرا بیتابی دل بیٹھ جانے دے مجھے
اور اس بستی پہ چار آنسو گرانے دے مجھے

محترم قارئین کرام! خدا تعالی آپ کو سلامت رکھے۔ میں نے اس کتابچہ کا نام بلوچی ششکان اس لئے رکھا ہے کہ میرا موضوع سخن ہی بلوچی ششکان ہے۔ ششکان کا لفظ آپ کو اچنبھا ضرور لگے گا مگر کوئی بات نہیں یہ بلوچی زبان کا ایک نہایت جامع لفظ ہے جو واحد اور جمع دونوں کیلئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ قبائلی بلوچ اپنے قومی قبائلی قانون کو رائے رندی اور اس کے قواعد و ضوابط اور اپنے دیگر اہم ترین رواج و روایات کو ششکان ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ میرا موضوع اسی ششکان سے متعلق ہے اسی لئے میں نے اسی لفظ کو محور موضوع بنایا ہے۔ یاد رکھیئے گا! کہ میرا موضوع اخیر تک اپنے اسی محور کی گرد گھومتا رہے گا۔

جاننا چاہیئے کہ بلوچ لوگ اپنے ششکان کی نہایت سختی سے پابندی اور پاسداری کرتے ہیں۔ مگر بعض سخت ترین ظالمانہ وحشیانہ اور سفاکانہ اور غیر مہذبانہ ششکان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی پابندی قومی سطح پر سردار کے فیصلے کے مطابق سخت ترین جرائم کی پاداش میں سزا کے طور پر سختی سے کرائی جاتی ہے۔

مثلاً" کوئی شخص کسی کو بلا جواز کے یعنی سیاہ کاری یا بدلہ قتل کے بغیر جان بوجھ کر ارادۃً" قتل کردے تو اسی صورت میں قتل کا بدلہ قتل ہی لیا جاتا ہے۔ اگر خود قاتل ہاتھ نہ لگے تو اس کے عزیز و اقرباء میں سے کسی نہ کسی کو قتل کرکے بدلہ چکا لیا جاتا ہے۔ بسا اوقات قاتل کی برادری یا قبیلے کے کسی آدمی کو بھی نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔

اس خونریزی کو روکنے اور خاندانوں کے خاندان کو تباہی اور بربادی سے بچانے کیلئے قومی سردار وڈیرے اور قوم کے معززین مداخلت کرکے مقتول کے وارثوں کو خون

بہا لے کر صلح کرنے پر راضی کرتے ہیں۔ آپ خیال کریں گے خون بہا میں شاید مال مویشی اور روپیہ پیسہ دیا اور لیا جاتا ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں، بلوچی ششکان کی رو سے خون بہا میں معصوم بچیوں کو دینے اور لینے کا دستور ہے۔ قومی سردار قبیلائی معتبرین و مقدمین یعنی وڈیروں کا جرگہ طلب کرتا ہے پھر فیصلہ ہوتا ہے۔ قتل کی نوعیت کی بنیاد پر بسات سالہ عمر کی چار بچیوں سے لے کر کبھی کبھار دس بارہ تک بھی ہوسکتی ہیں۔ اس تعداد میں سے جس قدر بچیاں دینے کا جرمانہ قاتل پر عائد کیا جاتا ہے وہ تعداد مقتول کے وارثوں کو دلا کر صلح کو آخری شکل دے دی جاتی ہے اس عمل کو بلوچی میں ہیر (خیر) کہتے ہیں۔ اگر قاتل کو بچیاں میسر نہ ہوں یا قاتل ایسے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے جس میں خون بہا میں معصوم بچیوں کے لینے دینے کا ششکان نہیں تو ایسی حالت میں بھی سات سات سالہ بچیوں کو ہی حساب میں لایا جاتا ہے پھر ان بچیوں کی قیمت لگا کر مقتول کے وارثوں کو روپیہ پیسہ دلوایا جاتا ہے۔ ہاں اگر قاتل ایسی برادری یا قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو جس سے خون بہا میں بچیوں کے لینے دینے کا ششکان تو ہے مگر اس کے پاس خون بہا میں دینے والی تعداد سے کم ہیں۔ تو جس قدر بچیاں میسر ہوں وہ مقتول کے وارثوں کو دے دے بقایا بچیوں کی قیمت ادا کرے۔ اس وقت ایک سات سالہ بچی کی قیمت ساٹھ ہزار روپے لگائی جاتی ہے۔ خون بہا میں دینے والی بچیوں میں سے اگر کوئی بچی مقررہ عمر یعنی سات سال سے کم ہوگی تو اسے بھی قبول کیا جائے گا مگر سات سال سے جس قدر اس کی عمر کم ہوگی اس قدر قاتل سے روپیہ پیسہ لیا جائے گا۔

قومی سردار اور معتبرین مقدمین یعنی وڈیرے بیچ میں پڑ کر جب قاتل پر خون بہا میں دینے کیلئے بچیوں کا جرمانہ عائد کرتے ہیں تو پھر ان بچیوں کو نامزد کیا جاتا ہے۔ ان میں خود قاتل اس کے بھائیوں اور عزیزوں کی بچیاں اور اس کی بہنیں بھی ہوسکتی ہیں۔ اس کے بعد ان بچیوں کو مقتول کے وارثوں کو دینے کی تاریخ مقرر ہوتی ہے اور پھر تاریخ مقررہ پر خون بہا میں دینے والی بچیوں کے ماں باپ ان معصوم جانوں کو بھیڑبکریوں کے بچوں کی طرح نہایت بیدردی سے ہانک کر قومی سردار یا مقدم (وڈیرے) کے پاس

لاتے ہیں اور پھر یہاں پر ان بدقسمت معصوم جانوں کی تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے اور مقتول کے وارثوں میں سے بوڑھوں جوانوں لولوں لنگڑوں اندھوں اور معذوروں اور بیوی بچے والوں کے گلے باندھ کر ان کو زندہ درگور کردیا جاتا ہے۔ یہاں پر ان بے گناہ معصوموں کی شادی، نکاح تو ہوتا ہے مگر شادی و نکاح جیسی رسومات بالکل نہیں ہوتیں۔ موت کا سماں چھایا ہوا ہوتا ہے۔ ماحول پر حددرجہ وحشت طاری ہوتی ہے۔ نہ لیت نہ حاذ نہ خوشی و مسرت نہ قہقہے نہ ڈھول نہ نقارے نہ جھومر نہ سازینے نہ شہنائیاں نہ مہندی نہ ابٹن نہ نیا جوڑا نہ سہرا نہ سہاگ نہ پھول نہ ہار نہ خویش نہ اقرباء نہ برادری نہ کھانا نہ برات نہ جہیز نہ حق المہر معصوم اور مظلوم دلہنیں جس لباس اور جس حالت میں پہلے ہی سے تھیں بس وہی کافی ہے آپ حیران ہوکر چیخ اٹھیں گے کہ بھائی یہ کیوں؟ ارے یہ اس لئے کہ خون بہا میں دی ہوئی بچیوں کی شادی و نکاح پر ہر قسم کی رسومات اور خوشیاں بلوچی بدود ششکان کے ضابطوں کے خلاف سمجھی جاتی ہیں۔ یہاں پر خوشی و مسرت کا ماحول نہیں ہوتا بلکہ یہاں پر ظلم و بربریت کے وحشیانہ اور دل دہلادینے والے بھیانک مناظر ہوتے ہیں ایک طرف قتل کے مجرم احساس ندامت اور ذلت میں ڈوبے ہوئے حد درجہ غم و اندوہ میں سرنگوں ساکت و جامد دکھائی دیتے ہیں اور پھر ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ ان کی معصوم جانوں سے کیا ہونے والا ہے۔

دوسری طرف مقتول کے وحشی وارث جن کے دل ان معصوم بچیوں پر رحم و شفقت سے عاری ہیں۔ ان ظالم درندوں کے کینہ پرور سینوں میں عداوت اور دشمنی کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے اور اس کے نہایت تیز شعلے ان کی وحشیانہ آنکھوں سے لپکتے دکھائی دیتے ہیں وہ ان شعلوں میں ان بے گناہ اور معصوم جانوں کو بھسم کرکے ان سے اپنے مقتول کا بدلہ چکا کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جس وقت ان معصوم بچیوں کو ان کے خودغرض والدین اور وارث اسی ماحول میں اپنے ایک بدبخت ملعون جنونی قاتل کی جان بچانے کی خاطر مقتول کے ان وحشی وارثوں کے حوالے کرتے ہیں اور وہ انہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تو وہ منظر حد درجہ

اندوہناک بے حد دردناک اور دلخراش ہوتا ہے ایسا ظالمانہ اور وحشیانہ منظر ہوتا ہے کہ دنیا کا کوئی مہذب انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس وقت سخت سے سخت انسان کا دل بھی اس وحشیانہ منظر کو دیکھ کر موم کی طرح پگھل جاتا ہے اور ہر موجود شخص کا کلیجہ منہ میں آنے لگتا ہے۔ اس کربناک منظر کو دیکھ کر بعض نرم دل لوگ تو دھاڑیں مار مار کر روتے ہیں۔ بچے بہرحال بچے ہی ہوتے ہیں چاہے وہ کسی کے بھی ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے بے حد پیاری مخلوق ہے۔ ان سے پیار و محبت کرنا اور ان پر شفقت و رافت کرنا اور ان کی تکلیف پر بے چین و بیقرار ہونا ان کی بھولی بھالی من موہنی شکل و صورت پر رحم کرنا ہر انسان کا ایک فطرتی تقاضا ہے۔

ان مظلوم و مجبور اور معصوم بچیوں میں سات سات سالہ عمر کے علاوہ تین تین چار چار سالہ عمر کی بچیاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ سب اپنی معصومیت میں کچھ نہ سمجھنے کے باعث مقتول کے وارثوں کے ساتھ جانے سے ضد کرتی ہیں۔ بھلا وہ غضبناک اور تیور بگڑے اپنے ناآشناؤں کے ساتھ کیسے جا سکتی ہیں۔ خوفزدہ اور پریشان ہوکر آہ و فریاد کرتی ہوئی اپنے خودغرض ماں باپ سے لپٹ جاتی ہیں۔ تو مقتول کے وارث پیٹ پیٹ کر انہیں زبردستی لے چلتے ہیں۔ تو وہ بلبلا اٹھتی ہیں۔ امی امی اے ہماری پیاری امی بچالو ہمیں خدا کیلئے ہم ان کے ساتھ ہرگز نہیں جائیں گے امی ہمیں ان سے چھڑالو' ابو ابو اے ہمارے پیارے ابو دیکھو یہ لوگ ہمیں مار رہے ہیں ابو ہمیں مار رہے ہیں اے ابو ہمیں چھڑالو اے ابو اے امی ہمیں چھڑالو خدا کیلئے ہمیں چھڑالو تڑپ تڑپ کر آہ و فریاد کرتی ہیں دھاڑیں مارتی ہیں۔ اچھلتی ہیں کودتی ہیں اور اپنے آپ کو ان سے چھڑانے کی ناکام کوشش کرتی ہیں مگر اس وحشیانہ ماحول میں ان کی دل سوز آہیں فریادیں اور دردناک چیخیں صرف فضاؤں میں بکھر کر تحلیل ہوجاتی ہیں۔

معصوم بچے کو جب تھوڑی سی تکلیف پہنچتی ہی اور وہ ابو ابو امی امی کہہ کہہ کر چلاتا ہے تو اس کی ابو امی بے قرار ہوکر چیخ اٹھتے ہیں۔ بچہ جب تھوڑا سا آہ بھی کرتا ہے تو اس کے ماں باپ کا دل بے چین ہوکر تڑپ اٹھتا ہے مگر آج ان معصوم بچیوں

کے خود غرض ابو امی کے دل پر پتھر پڑ چکے ہیں۔ اپنے معصوم جانوں کی آہ و فریاد اور چیخ و پکار اور حد درجہ مظلومیت پر بھی ان کے دل بے چین و بیقرار نہیں ہورہے۔ وہ ساکت و جامد بے بس و مجبور تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ کچھ نہیں کرسکتے بلوچی ظالمانہ اور وحشیانہ کم بخت ششکان نے ان کو اپنی جکڑنوں میں جکڑ کر بے دست و پا کر رکھا ہے۔

اس حالت مظلومی و بے کسی میں مقتول کے وحشی وارث ان معصوم بچیوں کو جب اپنے گھر لے چلتے ہیں جب یہ معصوم جانیں ناکردہ گناہوں کے جرم میں نہایت خستہ اور مظلومانہ حالت میں برائے نام دلھن درحقیقت عمر کے مظلوم قیدی بن کر ان کے گھر پہنچتے ہیں تو وہاں پر دلھن کے گھر لانے جیسی کسی قسم کی خوشی و مسرت نہیں ہوتی جب شادی و نکاح کے وقت نہیں تھی تو اب کہاں سے آئی۔ گھر پہنچتے ہی گھر کے تمام مردوزن کی ان پر پھٹکار شروع ہوجاتی ہے۔ گویا کہ ہر طرف ہیبت ناک دیو آدم بو آدم کرتے دہشت ناک اژدھے پھنکارتے اور نہایت خوفناک بھوت اور بھوتنیاں حد درجہ ڈراوٗنی شکل میں رقص کرتے ہوئے ان معصوم جانوں کے خون پینے کیلئے بے چین اور بے قرار دکھائی دیتے ہیں۔

سہاگ دلھن کی پہلی رات اللہ رحم کرے سب پر نہیں تو ان میں سے کسی ایک نہ ایک پر ضرور قیامت ڈھائے گی۔ خونخوار وحشی بھیڑیا جو اس مظلوم و معصوم کے دولھا کے نام سے ہوتا ہے جب اپنی درندگی کے مظاہرہ کرنے کیلئے اس ننھی سی جان کو دبوچ لیتا ہے تو وہ نہایت مظلومانہ حالت میں چیخنے چلاتی ہے۔ اللہ ہائے اللہ مجھ مظلوم و بے کس پر رحم کر ہائے اللہ ہائے خدا کیلئے مجھ پر ظلم مت کر رحم کر ترس کھا مجھے چھوڑ دے مجھے خدا کیلئے معاف کردے اسی حالت میں اس ننھی سی جان پر مکوں اور تھپڑوں کی بارش ہوجاتی ہے۔ ہوں تیرے ماں باپ اور بھائیوں کی ایسی تیسی میں ان سے خوب بدلہ لوں گا تو میرے بھائی کی قاتلہ ہے تو نے ہی میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ میں تجھے مار کر اپنے بھائی کا انتقام لوں گا۔ تجھے ہرگز ہرگز زندہ نہ چھوڑوں گا۔ ہت تیرے کی۔ اے ابو ہائے ابو اے میرے پیارے ابو اے امی ہائے امی اے میری پیاری امی

ہائے بچاؤ مجھے چھڑالو مجھے میں ماری جارہی ہوں ہائے میں ماری جارہی ہوں بچاؤ مجھے خدا کیلئے بچاؤ مجھے۔ گھر کے اندر سے کھانستے ہوئے بوڑھے خرانٹ کی کانپتی ہوئی آواز آتی ہے ارے یہ کیا شور بپا کر رکھا ہے حرامزادی کا گلا دبا کر اسے مار کیوں نہیں دیتا خواہ مخواہ آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے ادھر سے بوڑھی چڑیل بڑبڑاتی ہے ہوں بدمعاش کہیں کی میرے بیٹے کو قتل کر کے اب چیخنتی چلاتی ہے ہوں دیکھ زور دار تھپڑ اس مظلوم و معصوم کے چہرے پر پڑتا ہے۔ اس کے منہ اور ناک سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلتا ہے اے ابو ہائے پیارے ابو اے امی ہائے امی پیاری امی بچاؤ مجھے ہائے اللہ جی ہائے ہائے ہاں ہاں ہوں ہوں ہاہاہا زور دار دھماکہ ہوتا ہے ایک دردناک چیخ بلند ہوتی ہے معصوم بچی خون و خون ہو کر تڑپنے لگتی ہے اور پھر بے ہوش ہوجاتی ہے۔ بعض تو مسلسل تین تین دن تک بھی بے ہوش پڑی رہتی ہیں۔

اس درندگی سے اس ظالم درندے کا مقصد صرف اس معصوم جان سے اپنے مقتول کا بدلہ لینا ہوتا ہے۔ گھر کے کسی فرد بشر کو اس معصوم کے مرنے یا زندہ بچ جانے کا کوئی فکر نہیں ہوتا اس وحشی درندے کو لعنت ملامت کرنے کی بجائے شاباش در شاباش دی جاتی ہے وہ معصوم و مظلوم بچی عرصہ تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئی تو زمین میں گاڑ دیا اس مظلومہ کے والدین تک خبر نہ کی اگر ان کو خبر بھی لگ جائے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ ایسی بچیوں کی کسی قسم کی طرفداری کرنا جو خون بہا میں دی گئی ہوں بلوچی شششکان کے خلاف ہے۔

سنا ہے کہ ایک ظالم درندہ صفت انسان نے خون بہا میں لی ہوئی معصوم بچی کو جب درندگی کے مظاہرہ کرنے کیلئے دبوچا تو وہ چیخ و فریاد کرنے لگی۔ تو اس بدبخت ظالم نے پھلدار چاقو کے پے در پے وار کر کے اس ننھی سی جان کو قتل کر ڈالا اور پھر حد درجہ خوشی و مسرت کے قہقہے لگاتا ہوا باہر نکل آیا اور دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں نے قاتل کی بیٹی کو مار کر آج اپنے بھائی کے خون کا بدلہ چکا لیا ہے لاؤ مجھے دودھ کا کٹورہ پلاؤ۔ توبہ توبہ.....

جو بچی ہمیشہ کی مصیبتوں اور دکھوں کو جھیلنے کیلئے مرنے سے بچ جائے تو ہفتوں تک پڑی سسکتی رہتی ہے۔ نہ کوئی دوا نہ دارو نہ علاج نہ معالجہ اور نہ کسی قسم کی کوئی خبر گیری اور غمگساری حتیٰ کہ اس مظلومہ کے والدین تک کو عیادت پرسی کیلئے جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ خون بہا میں دی ہوئی بچیاں میکے نہیں جاسکتیں اور عزیز و اقرباء سے نہیں مل سکتیں۔ باقی کسی چیز کا دینا لینا تو رہا اپنی جگہ عیدی تک نہیں پہنچا سکتے ان کی زندگی موت سے بدتر ہوتی ہے۔ صبح شام پٹائی بات بات پر جھڑکیاں گھرکیاں ہر قسم کے خلق واخلاق اور پیار و محبت سے محروم انہیں نئے کپڑے اور پیٹ بھر تک کھانا نہیں دیا جاتا عمر بھر ظلم و استبداد کی چکی میں پستی رہتی ہیں ان کا کوئی پرسان حال اور غم گسار نہیں ہوتا۔ بعض قسمت کی ماری مظلوم بچیوں کو کتے کی طرح صرف روٹی کا ایک روکھا سوکھا ٹکڑا پھینک دیا جاتا ہے۔ وہ مارے بھوک کے مٹی اور گھاس کھا کھا کر اوڑک مرجاتی ہیں اور ہمیشہ کے دکھوں اور مصیبتوں سے چھٹکارا پالیتی ہیں۔

ایسی مظلوم بچیاں بے تحاشہ دکھوں اور مصیبتوں سے تنگ آکر چیخ اٹھتی ہیں کہ کاش ہم پیدا ہی نہ ہوتیں یا پیدا ہوتے ہی مرجاتیں۔ اے ابو اے امی خدا تعالیٰ تمہیں تباہ وبرباد کرے۔ جس طرح تم نے ہمیں تباہ و برباد کیا۔ خدا تعالیٰ تمہاری قبر کو آگ سے بھردے جس طرح تم نے ہماری زندگی میں آگ بھردی۔ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا تھا کہ تم نے ہمیں اپنی گود سے اٹھا کر نہایت بے دردی سے اپنے دشمنوں کے حوالے کردیا۔ اس سے تو یہ بہتر تھا کہ پیدا ہوتے ہی تم ہمارا گلا دبا دیتے تو آج ہمیں ان ہولناک دکھوں اور مصیبتوں کا سامنہ کرنا نہ ہوتا۔

خوشی روتی ہے جس کو ہم وہ محروم مسرت ہیں
ہماری بگڑی ہوئی تقدیر کو روتی ہے گویائی

ایسی مظلوم بچیوں کے والدین کو بھی تاحین حیات چین نصیب نہیں ہوتا وہ اپنے لخت جگروں کی ہولناک مصیبتوں اور دکھوں کو دیکھ دیکھ کر عمر بھر تڑپتے رہتے ہیں اور

آخر کار اسی غم میں پگھل پگھل کر راہی ملک عدم ہوتے ہیں۔

ہائے اس ظالم ناکام کی قسمت ثاقب
جس کے مقدر میں ہو اس طرح پشیمان ہونا

ایک بدبخت ملعون جنونی قاتل کی منحوس جان بچانے کی خاطر اس قدر بے گناہ معصوم بچیوں کا خون کرنا اور انہیں اپنے قتل ایسے گندے گناہ کا کفارہ بنا ڈالنا کہاں کی انسانیت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک تمام دنیا میں کبھی ایسا ششکان نہیں ہوا۔ باقی دنیا تو رہی اپنی جگہ افریقہ کے ننگ دھڑنگ وحشیوں میں بھی اس قسم کا کوئی ششکان نہیں۔ دیکھئے شریعت محمدیہ ﷺ کی رو سے قتل خطا میں صرف خون بہا ہے۔ خون بہا میں مال مویشی روپیہ پیسہ دینا ہوتا ہے۔ انسانوں کو دینے کا حکم نہیں۔ اگر کوئی شخص خیال کرے کہ انسانوں کے خون بہا میں انسان ہی ہونے چاہئیں ایسا ہرگز نہیں۔ کیونکہ ایسا حکم نہ کسی نبی کی شریعت میں ہوا اور نہ ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کی شریعت میں کوئی ایسا حکم ہے اور نہ تہذیب انسانی اس کی اجازت بھی دیتی ہے۔ دیکھئے قرآن مجید کے حکم کے مطابق قتل خطا میں خون بہا دینے کے علاوہ کفارہ قتل میں ایک غلام آزاد کرنا پڑتا ہے مگر وہ بھی مقتول کے وارثوں کو نہیں دیا جاسکتا۔ پہلے زمانہ میں غلام اپنے مالکوں کے اختیار میں ہوا کرتے تھے۔ ان کو چاہیں بیچ دیں کسی کو بخشش کردیں مگر خون بہا میں دینے کا حکم نہیں کہ آخر کار وہ بھی انسان ہی ہیں۔ انسانوں کو انسانوں کے خون بہا میں دینا دستور انسانی نہیں۔

قتل کے بلوچی وحشیانہ ششکان کا مختصر بیان ہوچکا اب آیئے ذرا سیاہ کاری کے لوچی جاہلانہ ششکان کا بھی مختصر قصہ سن لیجئے۔

اگر کوئی شخص کسی کی عورت کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھا جائے تو اس فعل کو سیاہ کاری اور دونوں بدکار مرد و عورت کو سیاہ یعنی کالا کالی کہتے ہیں قابو آنے پر دونوں کو مار دیا جاتا ہے۔ اگر دونوں نہیں تو ان میں سے ایک نہ ایک کو ضرور مار دیا جاتا ہے۔ اگر کسی طریقہ سے دونوں مارے جانے سے بچ جائیں تو ایسی حالت میں

کالی عورت قومی سردار کی امان میں چلی جاتی ہے۔ جہاں اس کا کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔ پھر سردار اس کالی عورت کو اس کے وارثوں سے بہت دور ایسے لوگوں میں شادی کردیتا ہے جنہیں عورت کے وارث جانتے بھی نہ ہوں۔ ایسی عورت کو سردار پہلے خاوند سے طلاق تو دلاتا ہے مگر عدت کی جھنجھٹ یہاں بالکل نہیں ہوتی یہاں طلاق ہوئی وہاں نکاح ہوگیا کالی عورت کا رابطہ عمر بھر کیلئے اپنے والدین اور عزیزو اقرباء سے یکسر ختم رہتا ہے وہ اسے منہ تک نہیں لگاتے کالی عورت کسی حال میں اپنے میکے خویش اقربا اور برادری کے پاس نہیں آجا سکتی۔ نہ ان میں سے کوئی اس کا پرسان حال ہوتا ہے وہ جہاں گئی وارثوں کیلئے جیتے جی مرگئی۔ اس سے اس کے دودھ پیتے بچے تک بھی چھین لیا جاتا ہے نہ اس کو اپنے معصوم بچوں سے نہ بچوں کو اس سے ملنے دیا جاتا ہے۔ اگر اس کے میکوں یا عزیز و اقارب سے کوئی اس کے پاس آجا کرے یا کسی قسم کا رابطہ رکھے تو اسے بے غیرت اور دیوث گردانا جاتا ہے۔

کالے مرد کی صلح کرکے اسے سینے سے لگایا جاتا ہے۔ وہ برادری میں آتا ہے جاتا ہے کھاتا ہے پیتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اس سے یہ فعل سرزد ہوا ہی نہیں۔ وہ بالکل بے قصور اور بے عیب ہے۔ قصوروار صرف عورت کو ٹھہرا کر اسے تباہ و برباد کردیا جاتا ہے۔

شیر خوار معصوم بچوں کو ماں کی گود سے جو بچے کیلئے مثل جنت کے ہوتی ہے چھین کر تڑپایا جاتا ہے۔ جو کہ معصوم بچوں پر سراسر ظلم اور حد درجہ زیادتی ہے۔ معصوم بچوں کا کیا قصور؟ اس کے علاوہ دو پشتوں تک اس عورت کے دوسرے خاوند سے ہونے والی اولاد سے نکاح و شادی کرنا عار سمجھا جاتا ہے۔

اس ماحول میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ تمام دنیا میں بدکار اور بدکردار صرف یہی ایک ہی عورت تھی۔ دنیا کی باقی تمام عورتیں کلی طور پر پاکدامن اور نیک کردار ہیں۔ کمزور عورتوں اور معصوم بچوں پر ظلم و زیادتی کرنے والے خود نیکو کار اور نیک فطرت ہوتے ہیں۔ ان کا دامن کبھی اس قسم کے گناہ سے آلودہ ہوا ہی نہیں۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص میری ان باتوں سے کسی قسم کا غلط نظریہ قائم کرے تو یہ بالکل صحیح نہ ہوگا۔ یہاں پر ظلم و زیادتی کی بات ہو رہی ہے بے غیرتی اور دیوثی کی نہیں۔ غیرتمند ہونا مسلمان کی ایک اعلیٰ صفت ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "میں غیرتمند ہوں میرا خدا مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور مسلمان بھی غیرت مند ہوتا ہے"۔ پھر فرمایا کہ "بے غیرت اور دیُّوث کبھی جنت میں نہیں جائے گا"۔ غیرت کا طریقہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث شریف میں سکھا دیا ہے ان کے حکم کے مطابق غیرت کرنے اور کلا کالی کرنے سے کون روکتا ہے لیکن ظلم و زیادتی کا نام غیرت ہرگز نہیں یہ ایک وحشیانہ فعل اور حیوانی غصہ ہے اس کا غیرت سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ اس کے علاوہ سیاہ کاری کے فعل میں حد درجہ قابل افسوس یہ بات بھی ہے کہ عورت کا خاوند شک شبہ ضد وغصہ یا کسی اور وجہ سے مثلاً" عورت سے اس کی محبت و الفت نہیں یا مرد کے پاس اچھی طرح بستی رہتی نہیں۔ یا کملی بھولی اور نکمی سی ہے یا حسد کی وجہ سوکن نے شوہر کو لگائی بجھائی کہہ دی۔ یا کسی دشمن نے بدکاری کا طعنہ مار دیا اسی ماحول میں خاوند اگر اپنی عورت سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے چاہے کسی شخص سے ناحق و ناجائز بھی کالے کردے تو بس وہی شخص کلا اور عورت کالی ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خاوند نے طیش میں آکر اپنی عورت کو پیٹ دیا وہ مرگئی تو ناحق قتل کے الزام سے بچنے کیلئے اس نے اپنے کسی مخالف سے کالی کردی یا کسی کے ہاتھوں قدرتاً" کوئی شخص مارا گیا۔ اس نے اپنے بچاؤ کیلئے اپنی عورت سے ناحق و ناجائز سیا کاری کا الزام لگا دیا۔ تو انہیں تمام حالتوں میں سیاہ کاری کا بلوچی ششکان لاگو ہو گیا۔ یہاں پر حق و ناحق جائز و ناجائز اور عدل و انصاف کے تمام تقاضے قومی سردار کے صرف ایک ہی مقولے سے ٹوٹ جاتے ہیں کہ۔

عورت کا خاوند اپنی عورت پر کلی اختیار رکھتا ہے اگر وہ ناحق و ناجائز بھی کسی شخص سے کالی کردے تو بس وہ شخص کلا اور عورت

کالی ہوگی، لاحول ولاقوۃ۔

بس سردار نے سیاہ کاری کی مہر ثبت کردی۔ وڈیروں نے تصدیق کردی قوم نے تسلیم کرلیا۔

ساقی تیری کیا حالت مستی سے ہوئی ہوگی
شیشے میں مئے ظالم جب تو نے بھری ہوگی

دنیا میں حق و ناحق جائز و ناجائز کو پرکھے بغیر کوئی قانون کوئی فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی نہیں سمجھا جاتا اور نہ اسے قبول اور تسلیم بھی کیا جاتا ہے مگر یہاں پر بلوچی نامراد ششکان کی کچھ شان ہی ایسی ہے کہ اس میں حق و ناحق جائز و ناجائز اور عدل و انصاف کی بالکل کوئی گنجائش ہی نہیں۔

خرد کانام جنون پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

بلوچی ظالمانہ ششکان میں قومی سردار خوف خدا کوبالائے طاق رکھ کر عدل و انصاف کا گلا گھونٹ دیتے ہیں اور اپنے فرمان کو اللہ تعالی کے فرمان سے بھی زیادہ اہمیت دینا چاہتے ہیں۔ سیاکاری ایسے گندے معاملہ میں کالا کالی کرنے والوں سے حق و صداقت پر مبنی کسی قسم کا کوئی ثبوت نہیں مانگتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اپنی عورتوں کو کسی سے کالی کریں تو اپنے اس دعوے کو سچا ثابت کرنے کیلئے چار تصدیق کنندگان لائیں اور ثبوت پیش کریں کہ واقعی وہ سچے ہیں۔ فاذا لم یا تو ا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون ○ پھر اگر وہ لوگ اس برائی کی تصدیق کرنے والے نہ لائیں اور ثبوت پیش نہ کریں تو وہ جھوٹے ہیں۔ فاجلدوھم ثمانین جلدۃ و لا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا و اولئک ھم الفاسقون ○ اب ان کو ناحق و ناجائز کالا کالی کرنے کی سزا میں اسی چابک لگاؤ اور پھر ان جھوٹوں کی گواہی بھی ہمیشہ کیلئے کسی بات میں قبول نہ کرو کہ وہ بدکار اور بدمعاش ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے فلاں شخص سے اپنی عورت کالی کی ہے اسے قتل کرادیجئے۔ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے اس کا ثبوت فراہم کرنا پڑے گا اور اپنے اس دعوی کی سچائی کیلئے چار تصدیق کرنے والے لانے پڑیں گے وہ اس چیز کی گواہی دیں کہ بلاشبہ تو سچا ہے ورنہ ناحق تہمت لگانے اور ناجائز کالا کالی کرنے پر تجھے اسی کوڑے کھانے پڑیں گے۔

قرآن مجید اور حدیث پاک کے حکم کو دیکھئے۔ اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑھ کر کون غیرت مند ہوسکتا ہے۔ انسان ایسے اشرف الخلوق کو زناء جیسے گندے اور گھناؤنے فعل کی جھوٹی تہمت لگا کر ذلیل و خوار کرنا اللہ تعالی کے نزدیک حد درجہ برا اور باعث صد لعنت و عذاب ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں خدا تعالی کا ارشاد ہے کہ ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا و الاخرۃ و لھم عذاب عظیم○ "جو لوگ مسلمان عورتوں کو ناحق اور ناجائز کالی کریں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ پھر فرمایا کہ والذین یوذون المومنین و المومنات بغیر ما اکسبو فقد احتملو بھتانا و اثما مبینا جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو زناء ایسے گندے گناہ کی تہمت لگا کر تکلیف پہنچاتے ہیں تو وہ بہت بڑا وبال اور کھلا ہوا گناہ اٹھا رہے ہیں۔

ناحق و ناجائز تہمت لگانے اور کالا کالی کرنے والے لوگوں پر آپ نے دیکھا کہ خداوند کریم کی کس قدر وعید آئی ہے۔ اب بلوچ قبائل کے قومی سرداروں وڈیروں اور بلوچ عوام کو اگر خدا کے حضور پیش ہونے کا کامل یقین ہے تو ذرا سوچیں کہ وہ اس قسم کے ظلم و زیادتیاں کرنے پر کہیں عذاب خداوندی اور پھٹکار الہی کے مستحق تو نہیں ہورہے۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے

پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

خیر اب آگے سُنیئے سیاہ کاری کے معاملہ میں کالی عورت مار دی گئی یا جہاں گئی سو گئی باقی رہا سیاہ کاری کے معاملہ میں کالا ہونے والا مرد تو بلوچی ششکان کے تحت اسے ایک سال تک علاقہ بدر ہو کر روپوش ہونا پڑتا ہے۔ پھر عورت کے وارثوں سے اس کی صلح (خیر) کرائی جاتی ہے۔ قتل کی صلح کی طرح اس گندے فعل کی صلح میں بھی نزلہ بہرصورت بے گناہ اور معصوم بچیوں پر پڑتا ہے اور کالے مرد کو اس جرم کی خیر میں جسے بلوچی میں ہیر کہتے ہیں ایک سات سالہ بچی دینی پڑتی ہے۔ اگر کالا مرد علاقہ بدر اور روپوش نہ ہو تو اس پر دوہرا جرمانہ عائد کرکے اس سے سات سات سالہ دو بچیاں لی جاتی ہیں۔ اگر بالفرض کالے مرد کے پاس بچیاں نہ ہوں تو پھر بھی بچیاں ضرور حساب میں لائی جاتی ہیں اور ان کی قیمت ساٹھ ہزار روپے فی بچی کے حساب سے ادا کرنے ہوتے ہیں اگر ایک بچی ہو اور دوسری نہ ہو تو صرف نہ ہونے والی بچی کی قیمت دینی ہوگی اگر ایسی برادری یا ایسے قبیلے میں سیاہ کاری ہوئی جس میں بچیوں کے دینے لینے کا ششکان نہیں تب بھی حساب میں بچیاں ہی لائی جاتی ہیں۔ اور پھر ان بچیوں کی قیمت لگا کر کالا مرد سیاہ کاری میں عورتوں کے وارثوں کو روپیہ پیسہ ادا کرے گا۔ اگر کوئی شخص کسی کی عورت کو بھگا کر لے جائے تب بھی اس جرم میں معصوم بچیاں یا ان کی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اس قسم کے تمام گندے اور گھناؤنے افعال کے جرم میں کرے کوئی بھرے کوئی کے مصداق ہر حال میں آپ کو بے گناہ اور معصوم بچیاں ہی سولی چڑھتی دکھائی دیں گی۔

دوست کرتے ہیں ملامت غیر کرتے ہیں گلہ
کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی کہ "یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بیٹے کو ایک شخص نے اپنی عورت سے کالا کیا ہے میں نے اس سیاہ کاری کے جرمانہ میں عورت کے خاوند کو ایک سو بکریاں اور

ایک باندھی دی ہے۔ اب اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تجھے تیری باندھی اور بکریاں واپس دلا دی جائیں گی (ان کا کیا قصور) اگر تیرا بیٹا قصور وار ہوا تو خود اسے سزاوی جائے گی۔

سوچئے کہ جب سیاہ کاری کے معاملہ میں حضور کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جانوروں اور باندھیوں کا دینا لینا جائز نہیں کیا تو بے گناہ معصوم بچیوں کا دینا لینا کیسا جائز ہو سکتا ہے اس گھناؤنے اور ناشائستہ فعل میں معصوم بچیوں کا کیا قصور ہے ہوش کی دنیا میں بسنے والوں ذرا سوچو کہ بے گناہ اور معصوم بچیوں کو اپنے گندے گناہوں کی بھینٹ چڑھانا عقلمند اور غیرت مند لوگوں کیلئے کس قدر شرمناک بات ہے یہ ایک ایسا گندہ فعل ہے جس سے تہذیب انسانی حد درجہ گھن کھاتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ سیاہ کاری میں دی جانے والی معصوم بچیوں کا بھی اکثر و بیشتر خون بہا میں دی جانے والی بچیوں کا سا حشر ہوتا ہے۔ ان معصوم جانوں کو بھی حد درجہ صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور زبردست مصائب و آلام کا سامنہ کرنا ہوتا ہے۔

بہرحال ان تمام باتوں میں جن کا ذکر پچھلے صفحات میں گذر چکا۔ ان میں خون بہا ہو یا سیاہ کاری کا معاملہ یا کسی کی عورت بھگا کر لے جانے کی مصیبت بلوچی ششکان کے تحت ہر طرف آپ کو بے گناہ اور معصوم بچیوں ہی کا خون ہوتا نظر آئے گا اور ظلم کے پہاڑ ان ہی ننھی منھی جانوں پر ڈھاتے دکھائی دیں گے۔

یہاں تک سنا گیا ہے کہ ضلع تھرپارکر سندھ کے علاقہ میں بروہی ' بلوچ بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔ ان کا ششکان یہ ہے کہ خون کے بدلہ اور سیاہ کاری کے جرمانہ میں لی ہوئی لڑکیوں کو کسی شخص سے نہیں بیاہ دیتے۔ ان کو زر خرید باندھیوں کی طرح صرف اپنے کام کاج کیلئے خاص کر دیتے ہیں۔ وہ مظلومائیں تمام عمر ظلم و ستم سہتی سہتی یوں ہی مر جاتی ہیں۔ یہ ایک حد درجہ انتہا کا کافرانہ اور وحشیانہ ظلم ہے۔ جو باعث صد لعنت و عذاب ہے۔ جس کی کسی مسلمان سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو ہدایت دے۔

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے

دِل کس کا ہے یہ جان وجگر کس کا ہے

یہی مظلوم بچیاں جب ہولناک دکھوں و تکلیفوں کو سہتی سہتی تنگ آجاتی ہیں تو لیسنتہ چیخ اٹھتی ہیں اور پھر اپنے خود غرض اور سنگدل والدین وارثوں، مغرور اور رحم سرداروں، ناہنجار بدبخت اور بے درد وڈیروں، ظالم سفاک اور درندہ صفت دل والوں کو ہر وقت گہری اور مظلومانہ سرد آہیں کھینچ کھینچ کر بے انتہاء بددعائیں رہتی ہیں اور اپنا مظلومانہ اور بے کسانہ خون بھرا آنسوؤں سے تر میلا کچیلا پھٹا پرانا ن پھیلا پھیلا کر بارگاہ الٰہی میں بلک بلک کر فریاد کرتی ہیں کہ یا اللہ! اے ہمارے خدا ہی ہم بے کسوں مظلوموں اور دکھیوں کا وارث ہے۔ اے خدا! تیرے سوا ہمارا کوئی یں۔ تو ہی ہم مجبوروں اور مصیبت زدوں کا فریاد رس ہے۔ جن لوگوں نے ہمیں تباہ برباد کیا اور ہمیں ناحق و ناجائز دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا کردیا اور ہماری زندگی اجیرن روی اور جیتے جی ہمیں بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں جھونک دیا۔ خدایا ہم ظلوموں اور بے کسوں کا بدلہ ان سے اور ان کی آنے والی نسلوں سے خوب لے۔ س طرح انہوں نے ہمیں تباہ و برباد کیا خدایا تو بھی ان کو اور ان کی اولادوں کو تباہ و برباد کردے۔ یا اللہ! ان بدبختوں اور ظالموں کی شکلیں مسخ کردے ان کو اور ان کی اولادوں کو دردناک مصائب و آلام سے دوچار کر دے اور جس طرح انہوں نے ہمیں رلایا تُو بھی ان کو اسی طرح رُلا دے اور ان وحشی ظالموں پر دونوں جہانوں میں پھٹکار کر اور ان کی قبروں کو آگ سے بھردے اور انہیں روز قیامت دردناک عذاب میں مبتلا کردے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت درحق او بہرے استقبال می آید

اولاد والو! تمہاری بھی پیاری پیاری ننھی منھی معصوم بچیاں ہوں گی۔ تمہارے سینے میں بھی آخر ایک انسانی دل دھڑکتا

ہو گا اور اپنی اولاد کیلئے بے حد نرم و نازک دل اپنے دل پر ہاتھ
رکھ کر غور کرو ذرا سوچو کہ یہ جو بے گناہ اور معصوم بچیوں کا خون
کیا جارہا ہے اور ان پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے جارہے ہیں بھلا
بتائیے! کہ ان کا کیا قصور ہے...؟

عرب کے بدو اپنی معصوم بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے زندہ دفنا دیا کرتے تھے۔ ان معصوموں کو صرف جان نکلتے وقت تھوڑی سی دیر کیلئے تکلیف ہوتی تھی مگر بلوچ لوگ تو عمر بھر لحہ بہ لحہ اپنی معصوم بچیوں کو زندہ درگور کی تکلیف سے دوچار کردیتے ہیں۔ نہ موت آئے نہ جان چھوٹے۔ ایسی مظلوم بچیاں قیامت کے روز اپنی مظلومانہ فریاد لے کر بارگاہِ الٰہی میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے خلاف استغاثہ کریں۔ گی کہ یا اللہ! ہم مظلوم ہیں ہم پر ناحق اور ناجائز ظلم کیا گیا تھا، ہم مظلوموں کی داد رسی فرما کر ظالموں سے ہمارا بدلہ لیجئے۔ اللہ تعالی مقدمہ کی سماعت فرماویں گے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ و اذا الموءودۃ سئلت بای ذنب قتلت اللہ تعالیٰ زندہ درگور کی ہوئی مظلوم بچیوں سے بیانات لے گا۔ وہ اپنی مظلومیت کی تمام داستان کہہ سنائیں گے۔ و اذا الصحف نشرت پھر معصوم بچیوں پر ظلم کرنے والوں کے اعمال نامے کھولے جائیں گے یعنی خدا تعالی کے پیش کئے جائیں گے تو ان ظالموں پر معصوم بچیوں پر کیا جانے والا ظلم ثابت ہوجائے گا۔ و اذا السماء کشطت اللہ تعالی ان ظالموں پر اس قدر غضبناک ہوگا کہ غضب الٰہی سے آسمان کی کھال بھی اتر جائے گی۔ پھر ان ظالموں پر خدائے قہار و جبار کا غضب بھڑکے گا اور قہر نازل ہوگا و اذا الجحیم سعرت دوزخ کو مزید بھڑکا یا جائے گا لعنۃ اللہ علی الظالمین اور ظالموں پر خدا کی لعنت پڑے گی اور ان کو اوندھا دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

نہ کر نہ کر ان پر ظلم دیکھ بہرخدا
کرے گا قہر تو ہووے گا تجھ پر قہرخدا

دوستو! اس چھوٹے سے کتابچہ میں آپ نے بلوچ قبائل کے حد درجہ ظالمانہ بے

وحشیانہ نہایت سفاکانہ اور غیر مہذبانہ شِشکان کا حال پڑھ لیا اس کی تباہ کاریوں اور سفاکیوں کی رو نگٹے کھڑی کردینے والی داستانیں بڑی لمبی چوڑی ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے مگر یہاں پر گنجائش نہ ہونے کے سبب صرف اس قدر عرض کرتا چلوں کہ یہ ایک ایسا کم بخت ظالمانہ شِشکان ہے کہ صدیوں سے اس نے آج تک اللہ جانے کس قدر تباہیاں مچائیں۔ اس نے معصوم بچوں اور بے گناہ عورتوں کا کس قدر خون کیا۔ ان مظلوموں پر کس کس طرح کے ظلم ڈھائے ان کو تباہ و برباد کیا اور ان کو سسکا سسکا کر مارا۔ ہنستے بستے خاندانوں کو اجاڑا گھروں کے گھر پھونک ڈالے۔ بستیوں کی بستیاں کھنڈر بناڈالیں۔ ماں باپ کو بیٹوں کے ہاتھوں اور بیٹوں کو ماں باپ کے ہاتھوں بھائی اور بہنوں کو بھائیوں کے ہاتھوں ذبح کرایا پیاری بیٹیوں کو والدین کے ہاتھوں مروایا۔ عورتوں کو بیوہ بچوں کو یتیم تونگروں کو گداگر خوشحالوں کو تباہ حال کیا۔ قیمتی جانوں کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا۔ جیلوں میں ٹھونسا' انسانی لاشوں کو جنگلی جانوروں گدھوں' چیلوں' کوؤں' کتوں اور کھوؤں کی خوراک بنایا۔ حد درجہ عداوت و دشمنی پھیلائی۔ غرضیکہ بلوچ قبائل میں اس ظالمانہ شِشکان نے بے انتہاء تباہی و بربادی مچائی۔

حیرانی اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اس تعلیمی اور تہذیبی دور میں بھی اس نامراد شِشکان کی وحشت و بربریت جوں کی توں جاری و ساری ہے۔ اس نے بلوچ قبائل پر کچھ ایسا جادو جگا رکھا ہے کہ بلوچ قبائل کے بڑے بڑے عقلمند دانا سردار و بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب جن کو اپنی تعلیم پر حد درجہ ناز ہے۔ بڑے بڑے سیاستدان اونچی اونچی کرسیوں پر بیٹھنے والے' اونچے اونچے سرکاری عہدوں پر فائز ہونے والے مہذب دنیا کو پھر گھوم کر دیکھنے والے' بڑے بڑے ادیب شاعر و دانشور' اتباع شریعت کے دم بھرنے والے اور لوگوں کو ہدایت کی راہ بتانے والے بڑے بڑے لمبے چوڑے عالم مولوی قاری مبلغ مقرر بڑی بڑی مالاؤں کے پھیرنے والے موٹے تازے حاجی صوفی ملانی اور بڑی بڑی پگڑیوں والے چھوٹے کھوٹے وڈیرے اور مقدم غرضیکہ تمام چھوٹے

بقیہ صفحہ ۱۵ پر

بڑے اس نامراد ظالم ششکان کے آگے بھیگی بلی بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کے اس ادنیٰ تابعدار کہ دم مارنے کی بھی جرات نہیں کرسکتے۔ اس کی تابعداری طرفداری اور پشت پناہی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں مگر صرف ہم اکیلے ہی ہیں جو بظاہر اپنی تقریروں اور تحریروں میں نہایت جوش و خروش سے اس کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کو نظر آئیں گے اور بلوچوں کو اس سے بچنے اور دور رہنے کی تاکید کرتے دکھائی دیں گے کہ ؎

وہ جو چلا آتا ہے دوستو اس سے بچتے رہاکرو
کیا قتل جس نے نظیرکویہ وہ خانہ خراب ہے

مگر سچ پوچھو! تو قسم خدا کہ یہ سب ہماری اوپر اوپر کی باتیں ہیں اور اندرونی طور پر ہم بھی اس کی جکڑنوں میں خوب جکڑے ہوئے ہیں اور اس کی تابعدار کرنے میں تمام ششکانیوں سے بڑھ کر ششکانی ہیں۔

براسمجھوں انہیں مجھ سے یہ ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینو ں میں

بے حد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ معصوم بچوں بچیوں اور بے گناہ کمزور عورتوں پر حد درجہ درندگی کی جارہی ہے ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک ہورہا ہے۔ انہیں تباہ و برباد کیا جارہا ہے ان مظلوموں کی مظلومانہ آہ و فریادیں عرش الٰہی سے ٹکرا رہی ہیں مگر کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی سب خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں اور ان کے حق میں زبان پر ایک حرف تک لانے سے بھی قاصر ہیں۔ باقی تو خیر چھوڑیئے ماوشماکس کھاتے میں کیا پدی کیا پدی کا شوربہ ۔ ہماری کون سنتا ہے' ہمیں حیرت آتی ہے بلوچوں کے مم مم 'مومو' مولوی صاحبان پر ان کو کیا ہوگیا یہ کیوں چپ ہیں؟ معاف کرنا ان حضرات کو مولوی کہتے ہوئے ہمیں ذرا ہچکچاہٹ اس لئے ہورہی ہے کہ ان کے اندر مولویت برائے نام اور بلوچیت بہت زیادہ ہے کہ بلوچ مولوی بھی تو آخر کار بلوچ ہی ہوتے ہیں کیونکہ تربیت اور ماحول کا اثر ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ پھر جیسے

رہا ہے بلکہ مزید اینکہ "جتھاں وَٹ نہیں اُتھاہیں کنڈیرہ وی وَٹ اے"۔ باوجود اس کے پھر بھی یہ حضرات بہر صورت اپنی ہی دانست میں اپنے آپ کو فاضل اجل عالم بے بدل وارث رسول متبع شریعت و سنت قاطع شرک ماحی بدعت منبع علم و عرفان اور اللہ جانے کیا کیابلا خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے اکثر و بیشتر تو صرف لکیر کے فقیر نسبت باطنی سے سراسر محروم بدباطن پکی روٹی کے عالم و فاضل اور سنی سنائی کی ماہر ہی ہوتے ہیں اور الٹے ترچھے مسئلے جھاڑ جھاڑ کر لوگوں کو پریشان کئے رکھتے ہیں اور ان میں بہت سارے تو صرف ڈٹے ڈٹائے الف کو کلی جاننے والے اللہ رحم کرے اپنی مولویت کا سکہ جمانے کیلئے رات دن سرگردان و پریشان آسمان سر پر اٹھائے پھرتے ہیں اور خواہ مخواہ زور زبردستی گھوٹ ہوا بن کر اپنی مولویت لوگوں پر ٹھونستے رہتے ہیں۔ کوئی جانے نہ جانے میڈا لولڑا گھڑ گھت۔

الف کو کیل جانیں سب بیچارے

مگردعوی ہے سب کا اجتہادی

اور پھر عجیب بات یہ بھی ہے کہ یہ تمام کے تمام حضرات نفسیات کی مریض اپنی مولویت کے بارے میں اس قدر حساس ہیں کہ مولوی صاحب کہو تو خفاء ہوجاتے ہیں اگر مولانا صاحب کہو تو بے حد خوش ہوتے ہیں حضرت صاحب کہنے کی تو بات ہی کچھ اور ہے سبحان اللہ کیا کہنے۔ چلو ہم نے مانا کہ یہ تمام حضرات واقعی ایسے ہی ہیں جیسے وہ اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں چشم ماروشن و دل ماشاد تو پھراس بلوچی وحشیانہ ششکان کے تحت معصوم بچوں بچیوں اور بے گناہ غریب عورتوں پر ظلم و زیادتیاں دیکھنے کے باوجود کیوں چپ کا روزہ رکھے بیٹھے ہیں۔ ان کے حق میں بات کرنے سے انہیں کون سی رکاوٹ درپیش آتی ہی بہرحال۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

کیا بحیثیت عالم و مولوی ہونے کے ان پر حق نہیں بنتا کہ وہ مظلوموں اور معصوموں کو اس بلوچ وحشیانہ ششکان کے ظلم و استبداد سے نجات دلانے کی کوشش

کریں اور ڈٹ کر اس کی مخالفت کریں اور یک زبان ہو کر اس کے خلاف آواز اٹھائیں کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان جو شخص تم میں سے ظلم و ناروا کام کو ہوتا دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے بُرا جانے یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

اب دیکھئے! کہ اگر یہ حضرات ہاتھ اور زبان سے ظلم کو روکتے ہیں تو ان کے کامل ایماندار ہونے کا اپنا دعوی بلاشبہ درست ہے۔ ماشاء اللہ ان کی مولویت ان کے کام آئی اگر صرف دل ہی سے برا جانتے ہیں تو پھر کامل ایماندار ہونے کا دعوٰی ان کا فضول ہے۔ اگر ہاتھ اور زبان سے بھی نہیں روکتے اور دل سے بھی برا نہیں جانتے اور اس کی تائید و طرفداری بھی کرتے ہیں تو پھر..... یہ فیصلہ ہم نے آپ پر چھوڑا ہے۔

کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اس تصویر میں

جو اتر سکتی نہیں آئینہ تحریر میں

مظلوموں کی طرفداری و ہمدردی کرنا ایک جہاد ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ظلم مٹانے کیلئے جہاد کیا۔ مسلمان مجاہدین جہاد پر اس لئے جاتے تھے اور اب بھی جاتے ہیں کہ وہاں پر معصوم بچیوں اور کمزور عورتوں پر ظلم ہورہے ہوتے ہیں۔ محمد بن قاسمؒ نے کس کی فریاد پر دیبل پر چڑھائی کی، خلیفہ ہارون الرشید نے اہل روما پر کیوں فوری حملہ کیا۔ سلطان محمودؒ نے ہندوستان پر کیوں یلغار کردی وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ اپنی جگہ درست مگر یقین جانیئے کہ بلوچ مولویوں کے رگوں میں بالکل تیل نہیں ہے۔

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں

کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا انہیں پاس نہیں

یہ بے چارے بھی ہماری طرح خود اس ظالم شکنجہ کے چنگل میں پھنسے ہوئے

ہیں اور اس کے آگے بے بس اور مجبور ہیں اس کی کسی قسم کی مخالفت کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔ وہ کچھ نہیں کرسکتے وہ صرف اس کی تائید و طرفداری ہی کریں گے۔ جیسے وہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مفت کی روٹیاں توڑیں گے اور دین اسلام کی راہ سے سادہ لوح لوگوں کو لڑا بھڑا کر اپنا الو سیدھا کریں گے۔ افسوس صد افسوس

محروم تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے انکو بھی دکھلادے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے
پیدا دلِ ویران میں پھر شورش محشر کر
اس محمل خالی کو پھر شاہدِ لیلا دے

حق بات کہنے پر بلوچستان اور اس کے سرحدی علاقوں کے اس قسم کے بلوچ مولوی صاحبان مجھ فقیر پر ضرور خفا ہوں گے کہ الحق مرد لو کان در حق کڑوا ہے اگرچہ ہوتی کیوں نہ ہو کہ دیکھو جی دیکھو لاحول ولا قوۃ علماء کرام کی توہین اور تحقیر کرتا ہے بس اب یہ دائرہ اسلام سے خارج ہوچکا ہے۔ واہ جی واہ کون بے وقوف علماء کی توہین اور تحقیر کرتا ہے ہم علمائے حق کے خادم ہیں اور ان کی توہین و تحقیر کو بے حد برا جانتے ہیں مگر جو بلوچ مولوی صاحبان بے گناہ اور معصوم لوگوں پر خود بھی ظلم کرائیں اور ظلم و زیادتیوں کی تائید و طرفداری اور پشت پناہی بھی کریں کون احمق ان کو عالم و مولانا کہتا جب اس قسم کے ملاں خود اپنے آپ کو عالم و مولانا کہیں یا وہ ایک دوسرے کو کہیں کہ من ترا ملا بگویم تو مرا ملا بگو۔ ہمیں تو ایسے ملاؤں کو عالم اور مولانا کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ ہاں البتہ ماؤلانا اور (موئے لانا) کہنے میں کچھ حرج نہیں کہ بر کریما کارہا دشوار نیست

ایسے مولوی صاحبان مجھ پر خفا ہونے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ معصوموں اور بے

گناہوں پر ظلم و زیادتی کرنے والوں پر ناراض ہوکر اس بلوچی وحشیانہ اور ظالمانہ ششکان کے خلاف آواز اٹھائیں اس سے اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا اور مولوی و عالم کہلانے کا بھی حق ادا ہوجائے گا اور روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور سرخرو بھی ہونگے ہم خرماؤ ہم ثواب ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روبرو شرمساری بھی ہوگی اور حشر بھی ظالم ششکانیوں کے ساتھ ہوگا سوچ لیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ بے حد سخت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان اللہ لیملی الظالم حتی اذا اخذہ لم یفلتہ اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے۔ جب اس کو پکڑے گا تو اس کو نہیں چھوڑے گا۔

میں خودغرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکرچمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

میں تسلیم کرتا ہوں کہ بلاشبہ میں نے یہاں پر ان بے رحم اور سنگدل ششکانی بلوچ مولویوں کا گریبان نہایت بیباکی سے پکڑ کر ان کو نہایت سختی سے جھنجھوڑ ڈالا ہے مگر یقین جانئے کہ توہین و تذلیل کیلئے نہیں بلکہ خواب غفلت سے بیداراور ہوشیار کرنے کیلئے تاکہ یہ حضرات جاگ جائیں اور اپنے مردہ احساسات میں نئی روح پھونک کر تڑپ اٹھیں اور جذبہ ایمانی اور غیرت اسلامی سے سرشار ہوکر اس ظالمانہ ششکان کے درودیوار کو اکھاڑ پھینکیں اور اس میں ہونے والے ظلم و استبداد کا قلع قمع کر ڈالیں مگر ہمیں ان حضرات سے اس قسم کی توقع بہت مشکل نظر آتی ہے اور ہماری یہ بک بک فضول اور رائگاں ہے ان سے بالکل کچھ نہ بن پڑے گا۔

کہ یہ رازآخرکھل گیا سارے زمانہ میں
حمیت نام ہے، جسکا گئی تیمورکے گھرسے

مزید یہ کہ اگر انہوں نے اس ظالمانہ اور وحشیانہ ششکان کے خلاف آواز نہیں اٹھائی اور اس کا کوئی وقتی بندوبست نہیں کیا تو پھریاد رکھیئے گا کہ آج دوسروں کی باری

کہ کل مولانا صاحبان کی باری بھی نہایت دھڑلے سے آجائے گی پھر معلوم ہوجائے گا کہ مرغی کی کتنی ٹانگیں ہیں؟

فسوف نری اذاانکشف الغبار
افرس تحت رجلک ام حمار

میں مولانا صاحبان کی خدمت میں مزید کچھ عرض کرنا ہی چاہتا تھا کہ میرے حد درجہ پیارے دوست حضرت حافظ جمیل احمد صاحب عمرانی نے میرے قلم کو پکڑ کر ہنتے ہوئے فرمایا کہ بس بس اس قدر کافی ہوچکا اب ان غریبوں کو چھوڑیئے اور گذران کرنے دیجئے۔ میں نے قلم رکھتے ہوئے کہا کہ اچھا۔

چھوڑیئے شورش نہ انکو چھیڑیئے ورنہ مارے جاؤگے
کیادھرا ہے ان ملاؤں کے علم میں عرفان میں

خیر آپ کا خیال ہوگا کہ بس بلوچی ظالمانہ ششکان ہی کے تحت معصوم بچیوں اور غریب عورتوں پر اس قدر ظلم و زیادتیاں ہوتی ہوں گی ورنہ باقی ہر طرح سے ان کو سکھ اور آرام ہوگا ناں سائیں توبہ کر شالا رٹھی کوں رات نہ پوے۔ ششکان سے باہر بھی کوئی خیر کی بات نہیں۔

بیداد نگری چوپٹ راجا
ٹکے سیر سبزی ٹکے سیر کھاجا

بلوچ قبائل میں خطرناک حد تک وٹہ سٹہ کی شادیوں کا رواج ہے ان میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ لڑکی کا ہونے والا شوہر کیسا ہے۔ بس شوہر ہی تو ہے۔ ان میں بعض خودغرضانہ ذہنیت رکھنے والے لوگ کم سن بچیوں اور نوجوان لڑکیوں کو بیوی بچے والے بوڑھوں، اندھوں، معذوروں، کم عقلوں، بے وقوفوں حد درجہ مفلسوں دوہری تیہری شادی والوں اور بالکل بوڑھے خرانٹوں کے پلے باندھ کر اور اپنے لئے خوبصورت وٹہ لے کر اپنا مطلب پورا کرکے خوشیاں مناتے ہیں اور نہایت بیدردی سے معصوم بچیوں اور نوجوان لڑکیوں کی زندگی برباد کرکے بے فکر ہوجاتے ہیں وہ بیچاریاں خون کے آنسو

بیچاری اپنی قسمت کو رونے اپنے ظالم والدین اور وارثوں کو بددعائیں دینے اور کوسنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتیں۔

چمن میں گلچیں سے گل کہتا تھا اتنا بیدرد کیوں ہے انسان
تیری نگاہوں میں ہے تبسم شکستہ ہونا میرے سبو کا

اس قسم کی شادی بچیوں کے ساتھ حد انتہائی کا ظلم و زیادتی اور ان کی زندگی کے ساتھ ایک کھلا مزاق ہے اور ان مجبور و بے بس جانوں کو جان بوجھ کر آزمائش کی بھٹی میں جھونک دینے کے مترادف ہے۔ یہ بات بھی کسی عقلمند انسان سے مخفی نہیں کہ بسا اوقات ایسی بے ہودہ شادیاں دونوں خاندانوں کی ذلت اور رسوائی اور کبھی کبھار تباہی و بربادی کا سبب بھی بن سکتی ہیں مگر جہالت و نادانی کا کیا علاج کیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بچیوں پر بے حد شفقت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ بچی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اپنی بچی کی اچھی تربیت کرے اور اسے اچھی جگہ شادی کردے تو اس کیلئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ باقی رہی بے چاری عورت تو بلوچ قبائل کے اندر اکثر و بیشتر لوگوں میں اس صنف نازک کی کوئی قدروقیمت نہیں اس کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا ہے اس کے خراب و خجل کرنے اور ہرحال دکھی رکھنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ نکوں علی اتو کھلا۔ بس ایسی مظلوم عورتیں خون کے گھونٹ پی پی کر اپنی زندگی گزارتی ہیں۔

نہیں منت کش تاب شنیدن داستان ان کی
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زبان ان کی

ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورت کے ساتھ حد درجہ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور اس کی کمزوری اور بے بسی کو دیکھتے ہوئے اس کی بے حد پاسداری کی مگر ان کمزوروں کے حق میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیغام کو جاہل و ظالم کیا سمجھ سکتے کہ انھم عن السمع لمعزولون

آپ کا خیال تھا کہ صرف بلوچی شِشکان ہی کے تحت معصوم بچیوں اور غریب ورثوں پر ظلم ڈھائے جاتے ہوں گے۔ اب دیکھا کہ بلوچی شِشکان کے علاوہ بھی ان پر کس قدر ظلم و زیادتیاں روا رکھی جارہی ہیں' خدا بلوچوں کو ہدایت دے۔

محروم تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلادے

ہم نے ان تمام مظلوموں کے بارے میں جن کا اس کتابچہ میں ذکر ہوچکا ہے' بلوچی سرداروں 'وڈیروں ' مقدموں بلوچی عالموں مولویوں حاجیوں صوفیوں صافیوں اور عوام شِشکانیوں کو بہت کچھ جھنجھوڑا ہے مگر ہمیں ان مظلوموں کا کوئی خیر خواہ اور کوئی خیر اندیش نظر نہیں آیا تمام کے تمام بے حد بے رحم نہایت سنگدل اور حد درجہ ناخدا ترس نکلے۔ سب کے سب ایک ہی کشتی کے سوار اور ان مظلوموں کے حق میں سب کی نیتوں میں فتور ہے اور یہ سب کے سب شِشکانی ان ظالمانہ کارروائیوں پر تہہ دل سے راضی اور خوش ہیں۔

ہم ان کو اب بھی جھنجھوڑ رہے ہیں اور جھنجھوڑتے ہی رہیں گے کہ خدا کیلئے اس بلوچی ظالمانہ شِشکان کے اندر اور باہر کی تمام اذیت ناکیوں اور تباہ کاریوں سے معصوموں اور مظلوموں کو بچاؤ' ان پر رحم کرو ترس کھاؤ اور ان بے ہودگیوں کو بند کرو۔ اگرچہ اس وقت تک ہمیں سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہ ہوا مایوسی گناہ ہے ہم اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔ شاید مستقبل میں ہماری یہ کوششیں بر آور ثابت ہوں اور اللہ تعالیٰ ان شِشکانیوں کو ہدایت دے اور اس ظالم شِشکان کی ظلمتیں چھٹ جائیں اور یہ مکدر ماحول عدل و انصاف اور اچھی تہذیب و تمدن سے معمور ہوجائے۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی
اس قدر ہوگی ترنم آفریں باد بہار
نکہت خوابیدہ غنچے کی نوا ہوجائے گی

خیر یہ تو ہوئیں ہماری اپنی پیشینگوئیاں اپنی سینہ کوبیاں اور اپنی ہی حال دہائیاں آیئے اب جاتے جاتے ذرا حقوق انسانی کمیشن اور عورتوں کی فلاح و بہبود کے انجمن والوں کو بھی تھوڑا سا الاہنادے کر دل کا بوجھ ہلکا کرلیں۔

میر احباب جمع ہیں دردِ دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے یا نہ رہے

دیکھیئے یہ جو حقوق انسانی کمیشن والے انسانی حقوق کی حفاظت کے علمبردار بنے آسمان سر پر اٹھائے پھرتے ہیں وہ کہاں ہیں ہم نے تو کبھی ان کو دیکھا تک نہیں۔ اگر وہ ملک میں چل پھر کر بلوچی ظالمانہ ششکان کی زد میں آنے والی معصوم جانوں تباہ حال اور دکھی انسانوں کی خبرگیری نہیں کرتے اور ان کی مظلومانہ آہیں اور سسکیاں نہیں سنتے تو پھر آخر کار اس کمیشن قائم کرنے اور حقوقِ انسانی کی حفاظت کے دعوی کرنے کا کیا فائدہ اور کیا مقصد بلوچ قبائل کسی سیارے پر تو نہیں رہتے۔ وہ بھی آخر کار اسی جیتی جاگتی دنیائے آب و گل کے اندر پاکستان کی سرزمین ہی میں بلوچستان اور اس کے سرحدی علاقوں میں بستے ہیں۔ اگر ان کو سچ مچ حقوقِ انسانی کے تحفظ کا حقیقی جذبہ ہے تو اس طرف جائیں۔ بلوچی ظالمانہ ششکان کے تحت تباہ حال معصوم جانوں اور دیگر مظلوم و معتوب بے کس انسانوں کی تکالیف و مصائب کو دیکھیں ان کو ان کے حقوق دلانے کی کوشش کریں ان کے آنسو پونچھیں ان کی مظلومانہ آہیں اور سسکیاں سنیں ان کی دلداری و غمگساری کریں ان کو بلوچی ششکان کے ظالمانہ اور وحشیانہ چنگل سے نجات دلانے کی سعی کریں۔ پھر تو ہم مانیں کہ بلاشبہ ان کو حقوق انسانی کے تحفظ کا پورا پورا احساس ہے۔

سوچ تو دل میں لقب ساقی کا ہے زیبا تجھے
انجمن پیاسی ہے اور پیمانہ ہے بے صہبا ترا

اسی طرح انجمن حقوق نسواں والے یعنی عورتوں کی فلاح وبہبود اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کی خالی ڈینگیں ہانکنے والے کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟ ہمارے

یہاں ہیں وہ صرف مسلمان عورتوں کو چار دیواریوں سے باہر نکال نکال کر منظر عام پر لانے اور ان کے سروں سے دوپٹے اتار اتار کر ان کو شمعِ محفل بنانے کی فکر میں سرگرداں اور پریشان ہیں شاید ان کا کوئی اور مقصد و مطلب نہ ہوگا۔ چلو ہم ان کے اسی مقصد و مطلب کو درست مانتے ہوئے اب ان کو مشورہ دیتے ہیں کہ براہِ مہربانی پہلے بلوچستان اور اس کے سرحدی علاقوں کے بلوچ قبائل میں پہنچ کر مظلوم اور بے گناہ تباہ حال عورتوں کو بلوچی ظالمانہ اور وحشیانہ ششکان کی وحشت و بربریّت سے نجات دلائیں پھر اگر ان کے سروں سے دوپٹے اتار کر اور منظر عام پر لاکر شمعِ محفل ہی بنانا چاہیں تو بلاشک بنا ڈالیں۔ کوئی بات نہیں کم از کم بلوچی وحشیانہ ششکان کے ظلم و استبداد سے تو ان تباہ حال مظلوموں کو نجات مل جائے گی۔

جورِ ظالم سے بچا چاہے شمعِ محفل بنا
ہم کو یہی منظور ہے مظلوم تو بچ جائیں گے

ہم ان کو آزما چکے ان سے کچھ نہ بن پڑے گا اور ان کو چھوڑیئے ذرا ادھر آیئے ہم خود کمرِ ہمت باندھ کر ان مظلوم و معصوم بچیوں اور بے گناہ کمزور عورتوں کو اس بلوچی ششکان کے ظلم و زیادتیوں سے چھٹکارا دلانے کا بیڑا اٹھائیں اور اس ظالمانہ وحشیانہ بلوچی ششکان کی ڈٹ کر اور کھل کر مخالفت کریں مظلوم بے گناہ اور تباہ حال انسانوں کی ہمدردی اور طرفداری کر کے خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں۔

اُٹھ کمرِ ہمت باندھ مظلوموں کی طرفداری کر
بے کسوں تباہ حالوں معصوموں کی دلداری کر
جاگ غفلت چھوڑ ششکان کی بنیاد ڈھا
ورنہ ظالموں کیساتھ جہنم میں جانے کی تیاری کر

یقین رکھتا ہوں کہ دردِ دل رکھنے والے رحم دل اور خدا ترس حضرات میری دردمندانہ درخواست کو نہایت خوش دلی سے قبول کرتے ہوئے تڑپ اٹھیں گے اور

اس بلوچی ظالمانہ ششکان کی ڈٹ کر مخالفت کر کے حق انسانیت ادا کریں گے۔ بس۔

ہم سے جو کچھ بن پڑا ہم نے وہی کچھ کہہ دیا
سوچنا سب کچھ سمجھنا اب تمہارا کام ہے
گر تمہیں ہوسوچ والے ہوش والے جان لو
یہ حقیقت ہے نصیحت ہے کلام تام ہے

ہاں یہاں پر یہ خوشخبری بھی سنتے جایئے کہ مزاری قبیلہ کے نہایت نامور اور حد درجہ غیور و جسور عادل مزاج سردار جناب شیر علی خان مزاری (آف روجھان) نے حال ہی میں قتلوں کے دو فیصلے کیئے قاتلوں اور مقتولوں کے وارثوں کے مابین صلح کرائی مگر بلوچی ششکان کے مطابق خون بہا میں معصوم بچیاں نہیں ولائیں۔ صدیوں سے رائج اس بلوچی ششکان پر کاری ضرب لگاتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ:۔

ادا مزاریاں ہون ہیرم منڈاں نیں دیغ گرغ نکاریں

"یعنی مزاری بھائیو سن لو خون بہا میں معصوم بچیوں کا دینا لینا بند ہے تم انسانی تہذیبی اصولوں کے مطابق خون بہا میں مال مویشی روپیہ پیسہ وغیرہ دیا اور لیا کرو خون بہا میں معصوم بچیوں کا دینا لینا صرف ایک ظالمانہ وحشیانہ سفاکانہ اور غیر مہذبانہ بلوچی ششکان ہے۔ جس کا تہذیب انسانی سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔

جزاک اللہ

سردار شیر علی خان کے اس مومنانہ رحمدلانہ منصفانہ اور جراتمندانہ اقدام کو حد درجہ سراہا گیا اور سردار صاحب کی بے حد تعریف و تحسین کی گئی۔

مولا شاہ انہاں دی شان مہکے
جنہاں ریج دیاں بوٹیاں لائیاں نیں

اب میں آخیر میں بلوچ قبائل کے تمام بااختیار معزز سرداروں تمنداروں وڈیروں اور معززموں کے خدمت میں درد مندانہ گذارش کروں گا کہ خدا کیلئے اس ظالمانہ

وحشیانہ سفاکانہ غیر مہذبانہ اور بلوچی جاہلانہ ششکان کی ہولناک اور تباہ کن کارروائیوں کی طرف اپنی توجہ مبذول فرما کر ننھی منھی معصوم بچیوں اور بے گناہ بے کس غریب عورتوں کو اس کی اذیت ناکیوں اور تباہ کاریوں سے نجات دلائیں۔ آپ کے صرف ایک تھوڑے اشارے ہی سے تمام ظلم و زیادتیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چمنستان کی
یہ ہستی دانا ہے بینا ہے توانا ہے

اس طرح کرنے سے آپ پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بھی نازل ہوں گی اور دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی بھی نصیب ہوگی۔

تم رحم کرو اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

ورنہ یاد رکھیئے گا خدا تعالیٰ قہار و جبار ہے ان بطش ربک لشدید۔ اس کی پکڑ بے حد سخت ہے۔ اللہ نہ کرے اگر مظلوموں اور معصوموں کی سسکیوں نے قہرالہٰی کی صورت اختیار کرلی تو پھر اس سے بچانے والا اور چھڑانے والا کوئی بھی نہ ہوگا یہ سرداری تمنداری وڈیرائی اور مقدمی ہرگز کام نہ آئے گی۔

جو حق بات کہنے کی تھی کہہ دیا میں نے تجھ سے اے بکرم
نصیحت آئے ان باتوں سے تجھ کو یا ملال آئے

امید رکھتا ہوں کہ تمام معزز قبائلی بلوچی سردار جن کے قبیلے کے اندر خون بہا یا سیاہ کاری کے جرم میں معصوم بچیوں کے دینے لینے کا ششکان ہے۔ اس کو بند کرکے اپنے کریمانہ عدل و انصاف کی اعلیٰ مہک اور اپنی رحمدلی اور خدا ترسی کی نورانی شعاعوں سے بلوچی ماحول کی مکدر فضاؤں کو منورو معطر کریں گے بر کریما کار ہا دشوار نیست۔

کٹی ہے رات تو ہنگامہ گستری میں تیری
سحر قریب ہے خدا کا نام لے ساقی

چند ضروری مسائل

(۱) دو بہنیں سگی ہوں یا سوتیلی (متّرائی) یا دودھ شریک ان کو بیک وقت ایک نکاح میں رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔

(۲) بھانجی بھانجا سگے ہوں یا متّرائے یا دودھ کے لحاظ سے ان کی اولاد در اولاد سے ماموں کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

(۳) بھتیجی بھتیجا سگے ہوں یا متّرائے یا دودھ کے حساب سے ان کی اولاد دراولاد سے چچا کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

(۴) پھوپھی بھتیجی سگی ہوں یا متّرائی یا دودھ کے لحاظ سے ان کو بیک وقت ایک نکاح میں رکھنا ناجائزاور حرام ہے۔

(۵) خالہ (ماسی) بھانجی سگی ہوں یا متّرائی یا دودھ کے لحاظ سے ان کو بیک وقت نکاح میں رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔

(۶) باپ کی نکاح کی ہوئی عورت اگر شادی سے پہلے بیوہ یا مطلقہ ہوجائے تو بھی اسی سے بیٹے کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

(۷) اسی طرح بیٹے کی منکوحہ اگر شادی سے پہلے بیوہ یا مطلقہ ہوجائے تو بھی اس سے باپ کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

(۸) اپنی بیوی کے پہلے خاوند سے ہونے والی اولاد در اولاد سے بھی نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

(۹) ایک عورت جب کسی دوسرے بچے کو اپنا دودھ پلائے تو یہی بچہ اور اسی عورت کے تمام بچے آپس میں بھائی بہن ہوجاتے ہیں۔ ان کا آپس میں نکاح ناجائز اور حرام ہے اور ان کا نکاح ایک دوسرے کی اولاد در اولاد سے بھی ناجائز اور حرام ہے۔

(۱۰) نکاح پر نکاح کردینا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

(۱۱) بیوہ اور طلاق والی عورت کو شرعی عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرکے دینا

چاہئے ورنہ نکاح نہ ہوگا۔ یہ جو کال عورتوں کو بغیر عدت گزارے فوراً" دوسری جگہ شادی کردیا جاتا ہے یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ یہ یاد رہے کہ بیوہ کی عدت سوا چار ماہ اور مطلقہ کی عدت تین ماہ یا تین ماہواری ہے۔ اسی طرح بیوہ حاملہ یا مطلقہ حاملہ کو بچہ جننے سے پہلے نکاح کرکے دینا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

(۱۴) بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے بارے میں قرآن و حدیث کا حکم ہے کہ ان کو دوسری جگہ نکاح کرکے دو۔ان کا بٹھانا سخت گناہ اور ناجائز ہے ان کے بارے میں قرآن مجید کا حکم فانکحوا الایامی منکم و حدیث شریف لا توخرھا الایم اذا وجدت لھا کفوا" واضح ہے۔

جن نکاحوں کا اوپر ذکر ہوچکا ہے اس قسم کے تمام ناجائز نکاحوں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ سب کی سب حرامی ہوگی مزید یہ کہ ان تمام صورتوں میں اس طرح کے نکاحوں کو جائز سمجھ کر کرنے والے اس میں شریک ہونے والے نکاح خواں اور گواہ سب کے سب کافر ہوجائیں گے اور ان کے اپنے نکاح ٹوٹ جائیں گے اور اولاد بھی حرامی پیدا ہوگی۔

نذیر الحق دشتی نقشبندی